مُسلم پاکستانی خواتین کے لیے سیرتِ رسولؐ کا پیغام

محترمہ شاہدہ سمیع صاحبہ - کراچی

(یہ مقالہ خواتین کی سیرت کانفرنس منعقدہ اسلام آباد میں پیش کرنے کے لیے لکھا گیا تھا - مقالہ نگار کانفرنس میں نہ جا سکیں، اب ان کی یہ کاوش ترجمان القرآن میں پیش کی جا رہی ہے)۔

یوں تو خواتین ہمیشہ ہی موضوعِ بحث رہی ہیں لیکن آج کل کچھ زیادہ ہیں۔ دنیا کی توجہ بھی اس طرف زیادہ ہے - چند سال قبل خواتین کا عالمی سال منایا گیا۔ ہمارے ملک میں بھی اسلام کے حوالے سے خواتین کے حقوق کی بحث چھڑی ہوئی ہے۔ شہادت اور دیت کے مسائل پر بحث میں فکر و ذہن کا اختلاف سامنے آرہا ہے اور اس کے باوجود کہ ہر فریق حوالہ کتاب و سنت کا دیتا ہے، نتائج میں اختلاف ہوتا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بعض خواتین، جو بہر حال مسلمان شمار ہوتی ہیں پاکستان کی مسلم خواتین کو غیر مسلموں کے ساتھ شمار کروا کے پچپن فی صد کی بنیاد پر حقوق طلب کر رہی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس صورتِ حال میں ایک مسلمان خاتون کیا کرے؟ آخری رسولؐ کی اُمت ہونے کی حیثیت سے سیرتِ رسولؐ کے تقاضے کس طرح پورا کرے؟ اگر وہ خود نیک ہو، پابندِ صوم و صلوٰۃ ہو، شعائرِ اسلامی کا احترام

کرے اور حجاب و حیا کی حدود کا خیال رکھے تو کیا ان سے دین کے دوسرے سارے تقاضے پورے ہو جاتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسولؐ میں بہترین نمونہ ہے)

تو کیا اللہ کے رسولؐ نے فرد کے نیک ہونے پر اکتفا کیا؟ اگر آپ نے ایسا کیا ہوتا تو آج ہم بھی صرف خود نیک بن کر سیرتِ رسولؐ کے تقاضے پورا کرسکتے تھے لیکن یقیناً آپ نے اس طرح نہیں کیا، بلکہ سیرتِ رسولؐ کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ آپؐ نے زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ کی طرف بلانے اور اس کا پیغام پہنچانے میں صرف کیا۔ اپنے عمل اور قول سے آپ نے گواہی دی اور حجۃ الوداع میں حاضرین سے پوچھ کر اس کی تصدیق کی کہ آپؐ نے حقِ شہادت ادا کر دیا۔ آپؐ خاتم النبیینؐ تھے اور آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمت پر یہ فرض عاید کیا گیا ہے کہ خدا کا پیغام رہتی دُنیا تک پہنچاتی رہے۔ اس طرح اب ایسا میکنزم بنا دیا گیا ہے کہ ہر دَور میں اور ہر طرح کے حالات میں کلمہ اللہ کی تبلیغ اور احیائے اسلام کے تقاضے پورا کرتا رہے۔

ہر دَور میں دعوت الی اللہ کا فریضہ، بنیادی دعوت کو برقرار رکھتے ہوئے، اُس دَور کے تقاضوں اور طریقوں کے مطابق انجام دیا جاتا ہے۔ یہ فریضہ انجام دینے والے حالات اور اردگرد کے ماحول سے آنکھیں بند نہیں کرسکتے۔ اگر خدا کا پیغام صحیح انداز سے بہترین طریقۂ کار اختیار کر کے اور جدید ترین وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے نہ پہنچایا جائے اور اس وجہ سے دعوت نہ پھیلے تو قصور دعوت قبول نہ کرنے والوں سے زیادہ دعوت کو مناسب طور پر پیش نہ کرنے والوں کا ہے۔

یہ متعین کرلینے کے بعد سیرتِ رسولؐ کا تقاضا صرف یہ نہیں ہے کہ خود ہی نیک بن کر بیٹھ جایا جائے، بلکہ اسوۂ رسولؐ کے اتباع میں دوسروں کو نیک بنانے کے لیے دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینا بھی اس کا تقاضا ہے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

ایک مسلمان پاکستانی خاتون یہ فریضہ کس طرح انجام دے۔ قرآن پاک میں ہدایت کی گئی ہے کہ:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ

(اپنے رب کے رستے کی طرف بلاؤ حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ)

حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت اسی وقت ممکن ہے جب پیش منظر کا صحیح ادراک موجود ہو تب ہی صحیح حکمتِ عملی بنائی جا سکتی ہے۔

اس مضمون میں اسی کے مطالعہ کی ایک کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ پاکستانی معاشرہ میں خواتین کس صورتِ حال سے دوچار ہیں؟ اس صورتِ حال کا ایک پیمانہ تو ٹی۔ وی کی ڈرامہ سیریز دیواریں اور جنگل وغیرہ کی حیرت انگیز مقبولیت اور ان کے بارے میں اس عام تاثر کا پایا جانا ہے کہ یہ افسانے نہیں ہیں بلکہ حقیقتِ حال کا بیان ہے اور اس طرح ان ڈراموں سے دراصل ہمارے معاشرے میں عورت کی جو حیثیت ہے، وہ ظاہر ہو گئی ہے۔ ایک عام پاکستانی کے لیے یہ احساس کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ اس کے ملک میں عورت پر کیا گزر رہی ہے، وہ کس طرح مجبور اور مظلوم ہے۔ اپنے ہی بارے میں فیصلوں کے معاملے میں کس طرح بالکل بے بس ہے اور اپنے انسانی حقوق سے بالکل محروم ہے۔

ایک دوسرا پیمانہ خواندگی کے اعداد و شمار ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یوں تو ہمارے معاشرے میں جہالت زیادہ ہے لیکن خواتین بطورِ خاص جاہل رکھی جاتی ہیں۔ دیہی علاقوں کی خواتین میں دو تین فیصد خواندگی ہے اور یہی آبادی ہمارے ملک کی اکثریت ہے۔ اس کے اثرات قومی زندگی پر لازماً پڑتے ہیں۔

ایک محدود لیکن مؤثر اقلیت ان خواتین کی بھی ہے جنہوں نے کالجوں میں تعلیم پائی لیکن اس تعلیم کے ساتھ انہوں نے مغربی اندازِ فکر اور طرزِ معاشرت کو اپنایا اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنی مذہبی اور مشرقی اقدار کو ترک کر کے مغرب کی اقدار کو زیادہ برتر اور بہتر سمجھتے ہوئے اختیار کیا۔ وہ آنکھیں بند کر کے مغرب کے پیچھے چل رہی ہیں اور آنکھیں کھول کر یہ دیکھنے کو بھی تیار نہیں کہ خود مغربی معاشرہ میں عورت کا کیا حشر ہو چکا ہے۔

میرے خیال سے حکمت اور موعظہ حسنہ کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے معاشرے میں ان تمام خواتین تک اسلام کا وہ انقلاب آفرین پیغام پہنچایا جائے جو ان کو بے بسی اور محرومی سے نجات دے اور سکون، اطمینان اور چین سے مالا مال کر دے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔

حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ خواتین تک خواتین کے ذریعے پیغام پہنچے۔ یہ بات کہہ کر اس امر کی نفی نہیں کی جا رہی ہے کہ فطری طور پر عام معاشرتی دائرہ میں جو روابط خواتین اور مردوں کے ہیں ان کے ذریعے یہ کام نہیں ہو سکتا یا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس دَور کے ایک تقاضے کے طور پر یہ بات پیش کی جا رہی ہے کہ اگر خود خواتین اپنے فرائض پہچانیں تو خود ان کے ذریعے زیادہ مؤثر طور پر اسلام کا پیغام خواتین تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

ہمارے ملک میں خواتین میں دعوت الی اللہ کی کامیابی کے لیے ضروری یہ ہے کہ اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیے ہیں اور جن کا بیان برابر ہوتا رہتا ہے، ان کے حصول کے لیے ایسے طریقے اختیار کیے جائیں کہ وہ حقوق اس ملک کی ہر خاتون شہری کو فی الواقع مل جائیں۔ یہ کام محض خواہشات سے اور دعاؤں سے اور نیک تمناؤں سے ہونے والا نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ایک ایسی جدوجہد کی ضرورت ہے جس میں خود خواتین کو فیصلہ کُن کردار ادا کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ایک طرف خواتین میں ان کے اسلامی حقوق کا شعور پیدا کرنا ہوگا کہ اس کے بغیر جدوجہد کا آغاز ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ ہی معاشرے کے دیگر طبقات یعنی مردوں کی اور برسرِاقتدار حکومت کو بھی اس طرف توجہ دلانی ہوگی کہ جب وہ اسلام کا نام لیتے ہیں، اس کے نفاذ کے دعوے کرتے ہیں تو عورتوں کو ان کے اسلامی حقوق سے کیوں محروم رکھتے ہیں؟

ہمارے ملک میں جو خواتین سیرتِ رسولؐ کا شعور رکھتی ہیں اور اس کے تقاضے پورا کرنا چاہتی ہیں ان کو درج ذیل اہم کام کرنا چاہیے اور یہ کام ایک مہم کے طور پر شروع کرنا چاہیے:-

وہ خواتین میں تعلیم کو عام کرنے کا کام ہے - اس راہ میں جو مشکلات اور موانعات ہیں ان کا صحیح اندازہ کر کے ان کا مقابلہ کرنا اور ان پر قابو پانا چاہیے - آج کے دور میں اتنی ایجادات ہو چکی ہیں کہ ان کو استعمال کر کے تعلیم عام کرنے کا کام مؤثر طور پر کیا جا سکتا ہے - یہ کہا تو جاتا ہے کہ ایک عورت کی تعلیم ایک خاندان کی تعلیم ہے - لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ کہنے کے باوجود تعلیم کے لحاظ سے سب زیادہ لاپروائی کا شکار ہماری خواتین ہی ہیں تھوڑی دیر کے لیے اس سے صرفِ نظر کر لیجیے کہ موجودہ تعلیم کتنی اسلامی ہے لیکن جیسی کچھ بھی یہ تعلیم ہے وہ کتنی بچیوں کو مل رہی ہے - ہماری خواتین ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جہالت اور بے بسی کا ایک سمندر ہیں، جن میں کہیں کہیں تعلیم یافتہ خواتین کے جزیرے موجود ہیں - جو بھی اس ملک کی خواتین میں دعوت الی اللہ کو عام کرنا چاہتا ہے اور خواتین میں ان کے حقوق اور فرائض کا شعور بیدار کرنا چاہتا ہے اس کو تعلیم کے مؤثر ترین ہتھیار کو استعمال کرنا ہوگا - ہم تصور نہیں کر سکتے کہ بنیادی تعلیم کے بغیر آج کے دور میں کس طرح کوئی عورت سیرتِ رسولؐ سے واقف ہو سکتی ہے اور اس کے تقاضے پورے کرنے پر آمادہ ہو سکتی ہے -

تعلیم کو ایک مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ ابتدائی ضروری تعلیم کے لیے ایسی کتابیں، قاعدے، کیسٹ اور وڈیو کیسٹ تیار کیے جائیں جن کے ذریعے حروف شناسی اور معمولی جملوں کے ساتھ ہی دین کے تصورات کا بھی زیرِ تعلیم فرد تک ابلاغ ہو - اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا جائے کہ یہ دین ان سے روزمرہ کے عملی دائرہ میں کس طرح کی زندگی کا تقاضا کرتا ہے، جس کے لیے ہمیں اپنی موجودہ زندگی میں ایک اچھی تبدیلی لانی ہوگی - ایسی تعلیم کے ساتھ ساتھ خوشگوار تبدیلی کا عمل اپنے آپ شروع ہوگا - اور ظلم و جبر اور بے بسی کی زنجیریں کٹیں گی اور ایک ایسا وقت آئے گا کہ ہماری خواتین عموماً اسلام کے دیئے ہوئے حقوق سے بہرہ ور ہوں گی -

سیرتِ رسولؐ کا پیغام آج کے دور میں ایک مسلمان پاکستانی خاتون کے لیے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ وہ اس ملک میں ایک ایسا معاشرہ برپا کرے جس میں عورتوں

کو ان کے وہ سب حقوق ملیں جو خدا اور اس کے رسولؐ نے اُن کو دیئے ہیں۔ اسی پیغام کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ مغرب کی چکا چوند سے آنکھیں خیرہ کر کے جھوٹے حقوق کی اس دوڑ میں نہ لگ جائیں جس کے نتیجہ میں عورت کا وجود خود اس کی اپنی نظر میں کوئی باعزت وجود نہیں ہوتا۔ اسلام نے، جو اس خالقِ کائنات کا دیا ہوا دین ہے جس نے مرد اور عورت دونوں کو پیدا کیا، دونوں کے حقوق اور فرائض اُن کی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بیان کر دیئے ہیں۔ انسانی تہذیبوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی انسان نے اس سے منہ موڑا ہے وہ تباہی کے گڑھے میں گرا ہے۔ افراط و تفریط دونوں ہی مطلوب نہیں۔ اعتدال اور توازن ہی زندگیوں میں وہ حسن پیدا کر سکتا ہے جو مطلوب ہے۔ آج کے پاکستانی معاشرے میں عورت پر جو کچھ گزر رہی ہے اس کا صحیح ادراک کیا جانا چاہیے۔ اس کے مسائل کا صحیح مطالعہ ہونا چاہیے۔ جن مشکلات کی وہ شکار ہے اُس کا احساس کرنا چاہیے اور پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ ان مشکلات اور مسائل سے نجات پانے کے لیے اسلام نے کیا راہ عمل دی ہے۔ اس راہِ عمل کو پہچاننا، اس پر چلنا اور اسے ایک شاہراہ کے طور پر اس ملک کی ہر عورت کے سامنے پیش کرنا ہی وہ طریقہ ہے جس سے معاشرے میں اسلامی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ اسلامی انقلاب کے برپا ہونے کے لیے معاشرے کے ہر طبقہ کو اپنا حصہ ادا کرنا ہوگا اور خواتین کو درجِ بالا نکات کی روشنی میں لائحہ عمل ترتیب دینا چاہیے۔

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں۔ اُن کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(ادارہ)